

کلام نبویؐ کی کرنیں

مولانا عبدالمالک

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہتا ہے اس کا رب اس کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتا ہے: میں اکیلا معبود ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور میں سب سے بڑا ہوں۔ اور جب کہتا ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں تنہا معبود ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، میرا کوئی شریک نہیں۔ اور جب کہتا ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: نہیں کوئی معبود مگر میں، میرے لیے ہے بادشاہت اور میرے لیے ہے حمد۔ اور جب کہتا ہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ کسی کے پاس کوئی قوت نہیں اور کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا، مگر میری توفیق کے ساتھ۔ اور آپؐ فرماتے تھے: جو آدمی اپنی بیماری میں یہ ذکر کرے پھر فوت ہو جائے تو آگ اسے نہیں کھائے گی (یعنی وہ دوزخ میں نہیں جائے گا)۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اس ذکر کی مسلسل عبارت یوں ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے، نہیں کوئی معبود مگر اللہ تنہا اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ، اسی کے لیے ہے بادشاہت، اور اسی کے لیے ہے حمد۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور نہیں کوئی قوت اور نہیں کوئی تدبیر مگر اس کی توفیق اور مدد سے۔

اللہ تعالیٰ کی جو صفات اور شائیں قرآن وحدیث میں آئی ہیں ان پر مشتمل ذکر ایمان و عمل میں قوت کا ذریعہ ہے۔ اس لیے ایسے ذکر کو معمول بنانا چاہیے۔ سب سے بڑی صفت اور شان لا الہ الا اللہ ہے

اور یہ افضل الذکر ہے۔ پھر یہ احساس کتنا لطف انگیز اور ایمان افروز ہے کہ ادھر ہم ذکر کرتے ہیں، اور ادھر اللہ تعالیٰ اسے دہراتا ہے۔ پھر موت کے لیے بیماری کی شرط نہیں ہے، اس لیے اس ذکر کے ساتھ جو بشارت ہے اس کی خاطر، اسے معمول بنالینا چاہیے۔



حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی جس کا نام زاہر بن حرام تھا دیہات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدیہ لایا کرتا تھا، اور جب وہ واپس جانا چاہتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے کچھ سامان بطور ہدیہ دیا کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زاہر ہمارا دیہات ہے اور ہم اس کا شہر ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت رکھتے تھے۔ وہ خوش شکل نہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس کے پاس آئے تو وہ سامان فروخت کر رہا تھا۔ آپؐ نے پیچھے سے اسے بغل میں لے لیا۔ وہ آپؐ کو دیکھ نہیں رہا تھا، اس نے کہا: کون ہے یہ؟ مجھے چھوڑ دے، پھر اس نے مڑ کر دیکھا تو اس نے پہچان لیا کہ یہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تب وہ اپنی پیٹھ کو پورے زور سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کے ساتھ ملانے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: کون ہے جو مجھ سے اس غلام کو خریدے؟ وہ کہنے لگا: یا رسول اللہ! تب آپؐ اسے کھوٹا پائیں گے (یعنی کم قیمت)، تو آپؐ نے فرمایا: لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں کھوٹے نہیں ہیں۔ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ، باب المزاح)

صحابہ کرامؓ، شہری ہوں یا دیہاتی، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا کرتے تھے اور آپؐ بھی انھیں بدلے میں ہدیہ پیش کیا کرتے تھے۔ زاہر دیہاتی صحابی تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے تھے۔ شہر میں سودا فروخت کرنے کے لیے لے کر آتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دیہات سے پیدا ہونے والی چیزیں پیش کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہری چیزیں انھیں ہدیہ کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زاہر سے محبت رکھتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا منظر حضرت انسؓ نے یہاں بیان کیا۔۔۔ ذرا آنکھیں بند کر کے یہ منظر سامنے لائیے۔ کسی معاشرت میں قائدین کا بلکہ سب سے بڑے قائد کا اپنے عام رفقا کے ساتھ یہ برادرانہ سلوک، یہ بے تکلفی (کہ آ کے پیچھے سے سر پکڑ لیا!)۔ جب نیلام کے لیے آپؐ نے پیش کیا تو زاہر نے اپنے خوش شکل نہ ہونے کی وجہ سے اچھی قیمت نہ ملنے کا کہا تو آپؐ نے کیا اچھی بات کہی کہ اصل قدر و قیمت تو اللہ کے ہاں کی ہے جہاں تم کھوٹے نہ ہوں گے، بلکہ تم جیسوں کا ہی سکہ چلے گا۔ دل چاہتا ہے کہ ہمارے آس پاس بھی یہی خوش گوار ماحول ہو اور قد مظاہری حسن کی نہ ہو، بلکہ اللہ کے ہاں مقام نہ ہو۔



حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں (خواب کی حالت میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب بھی وحی ہوتا ہے)، تو میں نے ایک آدمی کو قرأت کرتے ہوئے سنا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ حارث بن نعمان ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعے کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: نیکی ایسی ہی ہونی چاہیے، نیکی ایسی ہی ہونی چاہیے۔ دوسرے فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ وہ اپنی ماں کا سب سے بڑھ کر فرماں بردار اور اطاعت گزار تھا۔ (شرح السنۃ، بیہقی فی الایمان، مشکوٰۃ، باب البر والصلة)

حضرت حارث بن نعمانؓ جلیل القدر صحابی ہیں۔ غزوہ بدر، احد اور تمام غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے، لیکن اس کے ساتھ اپنی ماں کے بھی فرماں بردار اور اطاعت شعار تھے۔ ماں کی خدمت اور فرماں برداری کے نتیجے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جنت میں قرآن پاک پڑھتے ہوئے سنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو ان کی نیکی کی طرف بڑے جذبے سے متوجہ فرمایا کہ نیکی ہو تو ایسی جیسے حارث بن نعمانؓ کی نیکی تھی کہ جہاد میں بھی آگے آگے اور ماں کی خدمت میں بھی پیش پیش۔ بڑا خوش قسمت ہے وہ جسے یہ دونوں نعمتیں نصیب ہوں۔ زندگی میں یہ اعتدال مطلوب ہے۔ فرائض بھی ادا کیے جائیں اور حقوق بھی!



حضرت ابی بکرؓ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی گناہ ایسا نہیں کہ اس پر دنیا میں بھی سزا ملے اور آخرت میں سزا کے لیے بھی وہ گناہ باقی رہے، سوائے ظلم اور قطع رحمی کے۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ، باب البر والصلة)

صلہ رحمی کی بڑی تاکید آئی ہے اور اس کے بڑے اجر اور برکت بتائی گئی ہے۔ قطع رحمی، یعنی عزیز و اقارب کے حقوق ادا نہ کرنا، عام سا گناہ نہیں، دنیا میں بھی سزا ملتی ہے اور آخرت میں بھی۔ ظلم سے مراد حقوق کا ادا نہ کرنا ہے۔ عزیز و اقارب کے بھی، دوسرے احباب اور معاشرے کے بھی۔



حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتیوں کو آواز دے گا اور اعدائے اللہ کو آواز دے گا۔ اب ہم ہمیشہ صحت مند رہو گے،

کبھی تم پر بیماری نہیں آئے گی۔ اب تمہارے لیے ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے، تم پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ اب تم ہمیشہ جوان رہو گے، کبھی تم پر بڑھاپا نہیں آئے گا۔ اب تم ہمیشہ عیش و عشرت میں رہو گے، کبھی فقر و فاقہ نہیں آئے گا۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

جنت کی زندگی اصل زندگی ہے۔ اس کی قیمت اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی ایسی دائمی زندگی کے لیے سب سے اونچا سودا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ جو اللہ کی بندگی کے ذریعے جنت کی بے نظیر اور بے مثال نعمتوں سے سرفراز ہوں۔ جنت کا یہ تصور اور اس کی وہ نعمتیں جن کے ذکر سے قرآن بھرا ہوا ہے، ہمہ وقت آنکھوں کے سامنے رہیں، تو آدمی دنیا کی عارضی لذتوں کی خاطر جنت کی زندگی کا موقع ضائع ہرگز نہ کرے گا۔



حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿۱۰۴﴾ (اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ اس کے تقویٰ کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو)۔ (ال عمون ۱۰۴:۳) تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا: اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں گر پڑے تو زمین والوں کی زندگی تباہ ہو جائے، ان کا تمام سامانِ عیش خراب ہو جائے، تب ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کا کھانا زقوم ہوگا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

آیت کی تلاوت کرنے کے بعد، دوزخ کی سزا کے بیان کے ذریعے بتایا گیا کہ تقویٰ کی روش اور وہ بھی تاحیات اختیار نہ کرنے والے آخرت میں کس انجام سے دوچار ہوں گے، یعنی زقوم کا کھانا ہوگا۔ آج وہ لوگ جو اسلام کے خلاف صف آرا ہیں، اس دنیا میں کتنی ہی عیش و عشرت کر لیں، ان کے سب مزوں کی سزا دوزخ کی آگ اور زقوم کا کھانا ہوگا جو سب مزوں کو بھلا دے گا۔ آج وقت ہے کہ وہ کفر سے باز آجائیں، اور دنیاوی مزوں اور بڑائیوں کی خاطر اسلام اور ملت اسلامیہ پر حملہ آور ہونے سے باز آجائیں ورنہ کل قیامت کے روز افسوس کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سب کچھ بیان کر کے اتمامِ حجت فرما دیا ہے۔ راہِ راست واضح ہے جو آنا چاہے، اس کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اسلام کی دعوت پر مشتمل آیت کے بعد جہنم اور اس کے عذاب کی ہولناکی کا بیان اسی غرض کے لیے ہے کہ اسلام اس عذاب سے بچاؤ کا سامان ہے، اسے غنیمت جانو۔